Vol.4 No.2 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ناول "گراں" کی تفہیم مائیحل باختن کے لسانی فلسفے کی روشنی میں

۱۔ڈاکٹر نازیہ پروین

۲۔ڈاکٹر صدف فاطمہ

۳۔توشیا سعید

ABSTRACT:

"Mikhail Bakhtin has propounded a new theory of philosophy of language. The study in hand focused on congnition and the language of the novel pertaining to the philosophy of language. Bakhtin to has elucidated the stylistic features in his essay "Discourse in the Novel." Different polyphonic units in author's discourse divulge the sense of entirety. Regional, geographical and historical aspects are highlighted through creative lexemes, regional dialects, heteroglossia and dialogic approach in the novel. The discourse of Tahira Iqbal's novel "Garaan" is the practical explanation of Mikhail Bakhtin's philosophy of language. Every author has specific style at discursive level. Literary composition is the way of expressing language and narrative, which helps to create text by the selection of lexicons, syntax and semantics. In this article, the writing style of "Garaan" is the topic of discussion which unveils the cultural, political, social and ecnomic condition of Potohar."

تخلیق کسی عہد، معاشرے اور ماحول کی عکاسی کرتی ہے۔بظاہر تحریر میں موجود واقعات، مکالمے اور کردار خاص سوچ اور ڈسکورس کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں جس کی معنی خیزی ظاہری صورت سے فرق ہو، پسِ پردہ کوئی آفاقی اصول پیش کیا ہے۔انسانی ذہن لفظی سہاروں کے بغیر سوچنے سے قاصر ہے۔ لفظوں کی صورت فلسفیانہ مباحث میں معنی در معنی عمل سے جو وجودی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا اثر تحریر میں نمایاں نظر آتا ہے۔مائیحل باختن نے لسانی فلسفے کی ایک نئ تھیوری پیش کی ہے۔ لسانی فلسفے کے تحت ناول میں استعمال کی جانے والی زبان اور خیال کو موضوع بنایا جا سکتا ہے۔ باختن نے اپنے مضمون "Discourse in the Novel"میں اسلوبیاتی خصوصیات پر مشتمل ایک خاص اکائی کا تصور پیش کیا ہے؟ مصنف کا مخصوص انداز، عام بول چال کی زبان، کرداروں کے مخصوص بیان وغیرہ پر(Polyphonic) ناول میں الگ الگ اسلوبیاتی اکائیاں ہیں جو مِل کر تحریر کو کُلی حیثیت بخشتی ہیں۔ مختلف تخلیقی آوازوں کا منبع اور ملاپ کا گھوارہ جوDialogic اور Hetroglossiaسے عبارت ہوتا ہے یعنی ناول میں زبان کے مقامی لہجے کس انداز میں استعمال ہوتے ہیں۔ متن کے درمیان مسلسل ایکInteractive عمل کی وجہ سے ناول میں علاقائی، جغرافیائی اور تاریخی پہلوئوں کو اُجاگر کرنا آسان ہوتا ہے اور متعلقہ موضوعات کی نسبت سے مخصوص علاقائی لہجے اور زبانوں کو شاملِ متن کیا جاتا ہے۔

> " living word relates to its object in a same way... the way in which the word achieves it's object is complicated by a die logic interaction with in the object betweeen various aspects of its socio-verbal intelligibility."[1]

---

*فیصل آباد

**اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ یونیورسٹی آف کراچی

***پی ایچ ڈی اردو ریسرچ سکالر، شعبۂ اُردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

لہجوں کا اظہار کرداروں کے ذریعے اور منظر نگاری میں بھی واضح ہوتا ہے۔ تخلیق کار کی صلاحیت پر منحصر ہے کہ وہ کس حد تک اور کس انداز میں کہانی کو اندازِبیان عطا کرتا ہے۔ یہ معاشرتی، تہذیبی، سیاسی، مذہبی اور اخلاقی ڈسکورس کا اظہاریہ ہو سکتا ہے۔ طاہرہ اقبال کے ناول "گراں" کا اندازِبیان مائیحل باختن کی لسانی فلسفے کی عملی تشریح پیش کرتا ہے۔ بیاناتی سطح پر ہر تخلیق نگار کا اپنا الگ طرزِ اظہار اور مخصوص اسلوب خاص پہچان اور شہرت رکھتا ہے۔ انسانی جسم کی تکمیل رُوح سے ہوتی ہے تو ادب بھی اسلوب کے وجود سے تقویت پاتا ہے۔ اسلوب زبان و بیان اور اس ذریعۂ اظہار کا نام ہے جس کی مدد سے ان لفظوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، جو مصنف کی سوچ کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ مصنف کا تخیل اپنے عہد کے ڈسکورس سے متاثر ہوتا ہے۔ لفظوں کا مخصوص انتخاب، جملوں کی ساخت، معنی خیزی اور مظاہر کا مشاہداتی زاویہ مِل کر اسلوب کے عناصر بنتے ہیں جو نثر جمالیاتی عناصر میں وضاحت، ایہام اور قطعیت کی تہہ داری، لچک، جامعیت اور سنجیدگی کو لغوی استعمال کے ساتھ ساتھ تشبیہ واِستعارہ کا دِلکش اِمتزاج بھی رکھتی ہو وہ اعلیٰ درجے کی نثر کہلانے کی حق دار ہوتی ہے۔ یہ منفرد اندازِبیان تخلیق کار کا خاص اسلوب کہلائے گا۔

> "Style is a way of expressing and written pattern of thought in language."[2]

سیّد عابد علی عابد نے اسلوب کی تعریف یوں بیان کی ہے:

> "اسلوب کسی لکھنے والے کا منفرد طرزِ نگارش ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے لکھنے والوں میں ممتاز ہو جاتا ہے۔"[۳]

اسلوب کا تخلیق کار کی شخصیت سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جسم ولباس کا رُوح سے مثلثی رشتے کی مانند ہے جو لفظوں، تحریر اور تخلیق کار کے رشتے کو ظاہر کرتی ہے۔ جب خیال تخلیق کار کے دماغ کی پختہ آماج گاہ بن جاتے ہیں تو وہ اپنے تخلیقی پیکر کو لفظوں کا مخصوص لباس پہنا کر صفحۂ قرطاس پر اُتارتا ہے اور اپنی تنقیدی و تخلیقی چھلنی سے چھان کر نکھار پیدا کر دیتا ہے۔ اسلوب، شخصی، اِجتماعی اور تخلیقی پس منظر سے مِل کر تشکیل پاتا ہے۔ ہر عہد میں تخلیق ہونے والا ادب اپنا مخصوص اسلوبیاتی تنوع پیش کرتا ہے جو اس کی شناخت کا مضبوط حوالہ ثابت ہوتا ہے۔

طاہرہ اقبال لکھتی ہیں:

> "فکر کی گہرائی، جوشِ بیاں، دروں بینی ونازک خیالی، تازہ کاری اور فکری پہلوداری منفرد اور خوبصورت اسلوب کی داخلی بنیادیں ہیں۔"[۴]

"گراں" کا خاص طرزِ نگارش منفرد اور دِل نشیں اسلوب مصنف کی پہچان اور اُردو ناول میں گراں قدر اضافی شان بھی ہے، جو نثر میں بے رنگی، بے کیفی کو ختم کر کے شگفتگی اور تاثیر پیدا کر رہا ہے۔ لفظوں کا اِنتخاب، فقروں اور جملوں کی ساخت اور چستی مصنف کے گہرے مشاہدے کی عمدہ مثال ہے۔ یہ ناول پوٹھوہار کی تہذیبی و ثقافتی، سیاسی، سماجی اور اِقتصادی صورتِ حال کو بخوبی پیش کرتا ہے۔ اسلوب میں تعمیری اظہار اور تخلیقی اظہار کو مرکزیت حاصل ہے۔ اس اِنفرادیت اور تاثیر کے پس منظر میں یہی جذبہ روپ بدل کر قاری کو اپنی جانب مائل رکھتا ہے۔ مصنف اپنے ماحول اور اُفتادِ طبع سے متاثر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس کا اسلوب بیرونی اثرات سے خالی نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش لکھتے ہیں:

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"اسلوب ایسا ارتقائی عمل ہے۔جو انسانی تجربات، مشاہدات اور مطالعے میں اضافہ کرتا ہے۔ اسلوب میں بھی اسی وجہ سے تحریر میں گہرائی، معنی میں نکھار اور مفاہیم میں جامعیت در آتی ہے۔"[۵]

انسانی شخصیت کے ساتھ اسلوبیاتی ارتقا کا یہ عمل انسانی نفسیات، سماج اور انسانیت کے زیر اثر تمام مراحلے مکمل کرتا ہے۔ معاشرے میں وقوع پذیر ہونے والا کوئی بھی ایسا واقعہ جو نفسیاتی سطح پر تخلیق کار کو متاثر کرتا ہو وہی ذہنی تجربات سے گزر کر اسلوب میں پیدا ہونے والی تہہ داری، تاثیر، برجستگی، ارفعیت، دردمندی، ذومعنویت کی تاثیر اور تخلیقی حسن جب ارتقاعی عمل سے نکلنے کے بعد کاملیت کی شکل اختیار کرتا ہے۔ن۔م۔راشد نے اسے وجودی شے تصور کیا ہے:

"یہ جسم کی مانند ہے۔جس کے اندر خون کی روانی میں ادیب کے اِدراک، احساسات اور خیالات بہتے ہیں۔"[۶]

اسلوب سے مراد وہ تمام ادبی و تحریری خصائل ہیں جو متن میں ممکنہ حد تک کسی نہ کسی صورت موجود رہتے ہیں۔ تخلیق کار کی گرفت زبان اور لفظیات پر جس قدر مضبوط ہو گی اُس کا اسلوب بھی اُسی قدر متاثر کُن ہو گا۔

"گراں" کے اسلوب میں وہ تمام تشکیلی مراحل موجود ہیں جو اپنے اثرات کی جامع تصویر واضح کرتے ہیں۔ناول میں اسلوب کے درج ذیل پہلو بیان ہوئے ہیں:

۱۔ اسلوب کا اظہار معنی کی رُوح قرار پاتا ہے۔، قوت متخیلہ، مظاہرِ فطرت کا ہو بہو عکس پیش کرتی ہے۔
۲۔ اسلوب معنی کے فکری عناصر کو لباس عطا کرتا ہے
۳۔ اسلوب زبان کے معنوں میں منفرد تحریر کا ذریعہ ہے جو بیان کو متوازن اور موزوں پیکر عطا کرتا ہے
۴۔ اسلوب کا تعلق قاری سے بھی ہے کہ وہ کس حد تک قاری کو متحرک کرنے کا ذریعہ بنتا ہے

اسلوب کا معروضی اور سائنسی انداز میں مطالعہ کرنا اسلوبیات کہلاتا ہے۔

"اسلوبیات ادبی اظہار کی ماہیت سے سروکار رکھتی ہے۔"[۷]

زبان کے اس مطالعے کا مقصد تخلیق کار کے لسانی اِمکانات اور خصائص کو وضاحت سے پیش کرنا اور تفاہیم کے لیے زاویے متعارف کروانا ہے۔ فن پارے کے تجزیاتی عمل کے دوران زبان کُلی تصور پس منظر میں فعال رہتا ہے اور تخلیق کار کا لسانی اِنفرادیت کا مرحلہ بھی بخیر وخوبی طے پاتا ہے۔ناول میں بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ چھوٹے چھوٹے جملے اپنے اندر وسیع معنی رکھتے ہیں۔

"ہو کولوٹی ہو کولوٹی۔"(ص۱۷)

عمومی سطح پر یہ جملہ بظاہر کسی خاص واقعہ کی طرف واضح شارہ کرتا ہے جس میں کوئی چیز چھین لی گئی ہو، مگر یہ مختصر جملہ قیامِ پاکستان کے تاریخی واقعہ کو علامتی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جس میں زیریں سطح پر تقسیم کی ہولناکی، خون کی ہولی اور ہجرت کے دل دوز واقعات بیان ہوئے ہیں۔اسی طرح لنگھ آ، چیلا (دوپٹہ) چھاپ پڑنا (کسی کے نام منسوب ہونا)"کد مڑ آسو کیڑی گڈی تولہسو" (کب لوٹ آؤ گے کس گاڑی سے اُترو گے) زندگی اور موت کے فلسفے کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ موت کے سفر پر جانے والے کب لوٹ کر آتے ہیں۔اسلوب کی ایسی بے شمار مثالیں پورے ناول میں جابجا نظر آتی ہیں۔

"جملوں کی ساخت، اور تشکیل و ترتیب میں لفظوں اور فقروں کی جع شکل میں بنتی ہے۔وہ ہی جملوں میں لفظوں کا دروبست مخصوص لفظیات کے اظہار کے لیے علامتیں، تمثیل، کنایہ، تشبیہ، اِستعارہ وغیرہ مستعمل ہوتے ہیں۔"[۸]

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

طاہرہ اقبال کے اسلوب میں زبان کی حیثیت فکری ترسیل کا درجہ رکھتی ہے کبھی زبان و بیان کا استعمال علامتی (Symbolic)ہو جاتا ہے تو کبھی ترسیلی (Expressive) اور کبھی حوالہ جات (Referential)یا جمالیاتی (Aesthetic) سطح پر آوازوں، لفظوں اور جملوں کی ساخت کو نئے نئے زاویے عطا کرتا ہے۔ ناول "گراں" کے لیے "Foregrounding" سطح پر تہذیبی، اخلاقی اور عصری لسانی حسیت پر روشنی ڈالتا ہے۔

ڈاکٹر گیان چند اپنی تصنیف "لسانی مطالعے" میں وضاحت سے لکھتے ہیں کہ جب معنیات(Semantics) الفاظ اور جملوں کے تفاہیم سے بحث کرتی ہے تو جملوں کی تفہیم لسانی سطح پر طے پائے گی، اس کی نوعیت زیادہ ترافادی ہوگی۔ ناول کا نام "گراں"، "چھیلا"، "چھاپ"، "لوٹی"، "نہانی"، "ماڑی"، "ادھلنا" کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ ایسے الفاظ ہیں جن کی مخصوص تاریخی حیثیت ہے۔ معنیات وہ طرزِ مطالعہ ہے کہ تخلیق کار زبان میں معنی پیدا کرنے کے لیے کون کون سے حربے استعمال کرتا ہے جن میں Denotation اور Connotation کے اطلاقی طریقوں کو وضع کیا جائے گا۔ Denotation کی اِصطلاح لفظ کے مخصوص دلائل، اشارے، رمز یا علامت کا تعین کرتی ہے یا پھر کسی مخصوص شئے کے اظہار کے لیے کسی ایسے واقعے کو نشان زد کرکے کسی خاص لفظ کے اصل معنی و مفہوم کی رسائی تک محدود ہے۔ دوسری اِصطلاح (Connotation) کسی لفظ کے لغوی یا اصل معنوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کے تعبیری مفاہیم سے بھی بحث کرتی ہے۔ اسی طرح ان دو انگریزی اصطلاحات "Referent" اور "Referend" کا تعلق بھی معنیات کی تفہیم سے ہے۔ پہلی اِصطلاح چیزوں کے نام کے لیے مستعمل ہے، جب کہ دوسری اِصطلاح اشیا کی خاصیتی پہلو سے ہے۔ معنیات میں لفظ کے مخصوص اور معروضی معنی کے ساتھ ساتھ اس کے تعلقاتی، اشاراتی، موضوعاتی اور تعبیری معانی مراد لیا جا سکتا ہے مثلاً "گراں" لفظ کی اپنی مخصوص لغت ہے۔ گراں لفظی معنوں میں زمین کے رہائشی دیہی ٹکڑے کو کہا جاتا ہے، مگر جب اسی لفظ کو سیاسی یا وصل ہو جائے یہیں حشر میں کیا رکھا ہے

آج کی بات کو کیوں کل پہ اٹھا رکھا ہے

امیر مینائی، پس منظر میں دیکھا جاتا ہے تو یہ ایک زمینی ٹکڑا نہیں رہتا بلکہ شناخت، علاقے اور مخصوص تہذیب کا نمائندہ بن جاتا ہے۔ یہ لفظی وضاحتیں معنیات کے رومانوی دائرے ہیں جو پہلی سطح پر لغوی، دوسری سطح پر تعبیری اور تیسری سطح پر علامتی اور شناختی حیثیت رکھتے ہیں۔ "چواپاک"، "تاج محل"، "کالی مرغی"، "لام"، "بین"، "منگ"، "تعویذ"، "جگ"، "دوشالا"، "رنڈاپا"، "کنوارہ"، "ادھل"، "بھیڑزخمی"، "ولایتی"، "بند لفافہ"، "باہری"، "خارجی"، "گند گھولنا"، "چولہا ٹھنڈا ہونا"۔

Incubator۔ یہ مذکورہ بالا الفاظ معنی کی ترسیل اور ابلاغ کی مثالیں ہیں۔

ڈاکٹر اشرف کمال اسی وضاحت کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

> "معنیات وہ طرز مطالعہ ہے جو لسانی علامتوں کے ذریعے حقیقی اشیاء تک پہنچنے کے عمل کو ممکن بناتا ہے۔ یعنی معنیات کسی چیز کی حقیقت اور اس کی خصوصیات پر روشنی ڈالنے کی بجائے صرف اشیاء اور ان کے درمیان مخصوص تعلق کو زیر بحث لاتی ہے۔ یعنی زبان اور اشیاء آپس میں کسی خاص رشتے میں منسلک ہوتی ہیں۔"[۹]

"گراں" کے متن بے شمار معنیاتی اکائیاں موجود ہیں، جو قدیم اور جدید تفہیم کا تسلسل برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ معنیات کا جدید تصور نظریاتی اور فکری ماڈل کی بات کرتا ہے، جب کہ معنیات کا قدیم تصور معنی کی ثقافتی جہتوں کو اپنے میں

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سمیٹ لیتی ہے۔ فن پارے کی قرأت کے بعد قاری نئی تخلیقی معنویت کا امین ہے جہاں جو قرأت کے دوران اپنی بصیرت اور فہم کے مطابق نئے نئے معنوں اور مفاہیم کی دُنیا دریافت کرتا ہے۔ ہر فن پارہ قاری کی ذہنی اِستعداد کے مطابق مختلف سطحوں پر متاثر کرتا ہے۔ معنیات کی مدد سے کسی فن پارے میں درج ذیل پہلوؤں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

☆ متن میں موجود معنی اور اُن کی تعبیرات۔
☆ متضاد اور مترادفات
☆ صنائع لفظی و معنوی
☆ علامت
☆ پیکر تراشی
☆ تراکیب
☆ مرکبات
☆ اِستعارہ، کنایہ، مجاز مرسل
☆ تشبیہات
☆ متن میں موجود کسی اور زبان کی آمیزش
☆ لسانی تصرفات
☆ تخلیقی متن نئے سانچے، نئی لسانی تشکیلات نئے تلازمات واِنسلاکات کی تلاش۔
☆ روزمرہ اور محاورہ
☆ تکرارِ الفاظ
☆ مبالغہ، ابہام
☆ تابع الفاظ
☆ متجانس الفاظ

ناول سے جن الفاظ کی مثالیں مذکور ہیں۔ ان کے معنی بیک وقت کئی حوالوں سے متن میں فعال کردار ادا کرتے ہیں یہ معنوی پھیلاؤ ثقافتی تناظرات سے گزرتا ہوا پوٹھوہار کی مخصوص معاشرت کی مجازی صورتیں تشکیل دیتا ہے۔ مصنف نے ان الفاظ کی سجاوٹ، بناوٹ اور جمالیاتی وجود کی تکمیل کرنے کے لیے ان الفاظ کے افادی پہلوؤں پر توجہ دی ہے۔ یہ الفاظ ناول "گراں" کے کوڈورڈز بن گئے جو اپنے اندر گہرے مفاہیم رکھتے ہیں۔ اُردو زبان اور مخصوص علاقائی زبان کے لہجوں نے متن میں خوش نما اِمتزاج پیدا کیا ہے۔

ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے لسانی وصف کو لفظوں کے مفہوم کے تحت معنیات کے درج ذیل بنیادی تصورات پیش کیے ہیں:

۱۔ "جب تک کوئی لفظ صرف ایک ہی خیال کے لیے وقف نہیں ہوتا۔ تب تک وہ لفظ اپنی قدرومنزلت کے لحاظ سے تبدیلیءحال حاصل کرتے ہیں۔"

۲۔ الفاظ میں تبدیلی کا رجحان ہر وقت موجود ہوتا ہے کہ وہ معاشرتی، معاشی، مذہبی، فنی، خاندانی، شخصی اور قومی غرض ہر سطح پر ایک نیا مفہوم ادا کرے۔

Vol.4 No.2 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۳۔ زبان کی تشکیل کے تمام مراحل اور اُس کے مفہوم کا تغیر و تبدل ایک دوسرے پر منحصر ہوتا ہے۔ جیسے جیسے خیالات میں تبدیلی یا کمی واقع ہوتی رہتی ہے اسی مناسبت سے زبان کا مفہوم بدلتا ہے۔"[۱۰]

مذکورہ بالا اصول گراں کے متن پر صادق نظر آتے ہیں۔ ناول کا آغاز پوٹھوہار کی مقامی معاشرت کے اظہار سے شروع ہوتا ہے۔"چوہاپاک کی ثقافتی کو بیان کرنے کے لیے مقامی الفاظ کو مقامی لب و لہجہ میں بیان کرنا ناول نگار کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اگر ناول نگار متن میں اُردو زبان استعمال کرتی تو شاید پوٹھوہار کی ثقافت کا وہ خوشنما رنگ ظاہر نہ ہوتا جو مقامی زبان سے ناول کے قرطاس پر بکھرا ہے۔ متن میں قدیم پوٹھوہار اپنے عہد کی جاندار تصویر قاری کے سامنے پیش کرنا نظر آتا ہے۔

مقامی الفاظ "چکن کی انی"، "اسارے ہواڈے"،

"سرگی نیا تاریا لو چاہ لا

روٹھر اڈولا لواں منا

سرگی بنا تارہا۔۔۔ ہوشے

سرگی نیا تاریا لو چالا"[۱۱]

"ساری راتیں ابین لپی ہو کو!"[۱۲]

اُڈیک "ہائے کیوں نہ تکے، ٹھیکرے نی منگ اے، اکبر خانے نی۔"[۱۳]

"راہ پئی تکنی"، "مرن تے کدو چاری نی اُڈیک مکے"[۱۴]

"حیاتی" کھکھڑی۔ "کھرانڈ"، "مگھر" چھاپیں۔ ویلا۔ جنمی۔ سدھاری۔ ساگری ویہلا۔ کھِلر۔ مانس کند۔ سکڑی کرنڈ۔ پھنک۔ بکل۔ نہانی۔

"رناں اِچ کناں، کوئی مرداں آلی تے گل ای نہیں خزنیرے اچ۔"[۱۵]

جھانپڑ۔ پرال۔ پھرولنے۔ ہٹی۔ پھلکاری۔ گاگریں، ککھ لال جنا۔ "شہ جوان"

"آپوں بناساں ماہیے نوں لاڑا"[۱۶]

"کنج"۔ ریت۔ لڑ۔ چوا۔ پھپھیرے۔ ممیرے۔ چچیرے۔ مسیرے۔ پڑِ۔ ہولارے۔ ڈُھپ۔

"دوہرے دوہرے وسیاں آلی ماجی ٹری گئی ہائے لوٹی، کپتان صاحبے سہر اوی نہ تکیا۔۔۔ سہرے نیاں لڑیاں پنج ماجی کیتا اے حج۔"[۱۷]

"پونگر" ٹکر۔ واٹ۔ دُختی۔ اوٹ۔ جوت۔ گل۔ بجھ۔

"توبہ توبہ ہڈا اُچاناں تے ہڈے ہوئے آلا۔"[۱۸]

"جاتک" ڈونگھے لڑ۔ کوفتاں۔ کانگڑی۔ پھو۔ ٹانڈے۔

"مسیتی پڑھنی آں قاعدہ۔۔۔ نکی عمراں اِچ پے گیا وعدہ تے کدوں لکھٹسی ہائے رب کدوں نکھٹسی۔"[۱۹]

"ہائے مری گچھیں پیڑیئے اُٹھ تہواڑا نکاح اے۔"

"کوساکوسا"۔ جھڑی۔ گراں۔ سجن۔ ویری۔ موہڑ۔ گوڑھے۔ تھلے۔ بگے۔ کرپال۔ پرتھے۔ ساگری۔ چھنی۔ ہٹی۔ چنی چولے جوگا۔ بوہلی۔ چنگاتری۔ بانگی۔ زنانیاں۔ کَس۔ جندر۔ تھوڑ۔ دھی دھانیاں۔ بھرجائی۔ چھِلّا کیرتی "آپوں گچھی اچیچا ہنساں سوہنے لال نظری وینے" بوہا۔ نِکا۔ جَھلی۔ مقان۔ پھُوڑی۔ "آکھاں کہ نہ آکھاں پکیاں خان

Vol.4 No.2 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

پورے نیاں ناکھاں لمیاں ڈوراں ماہی ناباز بنیرے تے۔" مانجھ مانجھ۔ گاہی۔ دیگر ویلا۔ پیشی ویلا۔ پنج پنج ناڑ۔ دندنی۔ ماڑی۔ لغتاں۔ بانگ۔ ادھلنا۔ گف۔ چھلا۔ جاتک۔ جنڑا۔ ہڈیاں دولتاں۔ جوگا۔ رِن۔ کُنجیاں۔ غوطاتیں۔ پیوکدوں۔ مُرسی۔ گڈی۔ ویلے۔ ہالی داند۔ منڈے۔ پتر۔ جنے "ہائے ہڈیاں دولتاں ناں کیہ کرنا جے پنجاں پتراں نی مائیو ناں جنازہ وی غیراں چایا۔"، "ڈھینگر" بھاپاجی۔ کھونٹ۔ ہنکارا۔ ڈیلے۔ لدجانا۔ گاچی۔ دھیایا۔ وچ تہاڈیاں گلاں۔ سنتھ۔ گشتی داپوت۔ جنور داجنا۔ گچ۔ لیریاں۔ دھیلے دھیلے کی پیال۔ ہائے ماڑی۔ مائو کیوں جمیا ای وختاں جوگا" پھووا پھووا پٹ سیاپا۔ وسر۔ واشنا۔ چھدتا۔ لوکائی۔ لچی کنجری۔ پھرول۔ بہن یاوی۔ بھوتنی دی۔ ڈھڈ۔ پھلاہی چونڈلی۔ چوت۔ نچنت۔ گند گھولنا۔ چڈے۔ ٹوٹکے پوٹکے۔ بھڑولے۔ کھیسے۔ جوگی آلا پھیرا۔ وانڈے۔ بھاوی۔ گُڈی۔ انگ ساک۔ ٹپ۔

یہ مقامی الفاظ (سیلنگ) اصل میں سماجی ضرورت کی دَین ہے۔ فن پارے میں تخلیق نگار کئی ذہنی کیفیات۔ احساسات سے گزرتا ہے۔ اسے سماجی رویے، اقدار سے منسلک عادات و اطوار کا بھرپور اظہار کرنے کے لیے مقامی لب و لہجے کو مضبوط ڈھال سلینگ سے ہی ملتی ہے۔ یہ طرزِ زبان و بیان کئی اَن دیکھے جہاں روشن کر دیتا ہے۔ "گراں" میں زبان و بیان کی چاشنی یہاں قدیم پوٹھوہار کے معاشرے کی آئینہ دار بنی۔ اس کے ساتھ ساتھ سائنسی ترقی کی یلغار نے معاشرتی رویوں کو تبدیل کو مقامی لب و لہجے اور اندازِ بیان بدلنے لگا۔ طرزِ معاشرتی بدل، پوٹھوہار کا قدیم اور جدید ثقافتی پہلو ناول میں پوری عیاں ہیں۔ ناول نگار کا لسانی شعور مقامی زبان کو پوری صحت کے ساتھ تازگی بخش رہا ہے۔ ناول نگار بڑی مہارت سے سلینگ کو معیاری زبان کے پہلو بہ پہلو جگہ دی ہے جس سے مصنف کے لسانی شعور کی پختگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ طاہرہ اقبال نے اپنی تحریروں میں مقامی زبان کو ایک زندہ اکائی سمجھ کر لکھا ہے۔ زبان کا یہ نامیاتی تصور اُن کے ادب پاروں میں ایسا نکھار اور وقار پیدا کر رہا ہے۔ جو معاصرین کے مقابلے میں بہت نفیس اور سلجھا ہوا تھا۔ وہ زبان کی بدلتی ساخت اور سماجی تقاضوں کا کامل شعور رکھتی ہیں۔ یہاں انھوں نے مقامی لب و لہجے کو متن میں جگہ دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بڑے اعتماد سے زبان کے بدلتے چلن اور ٹیکنالوجی کے ثمرات سے انگریزی الفاظ کے مقامی زبان میں دخول کو بھی بیان کیا ہے۔ متن میں یہاں انگریزی الفاظ مفاہیم کے استعمال کو ضروری سمجھا اسے بڑے اعتماد کے ساتھ برت کر دکھایا ہے۔ ایک بڑا تخلیق نگار زبان کے استعمال کے متعلق اِجتہادی رویے سے کام لیتا ہے اور زبان کی معمولی جنبش بھی اس کی دقیق نظروں سے پوشیدہ نہیں رہتی "گراں" کے متن سے ان انگریزی الفاظ کی نشان دہی کی جا رہی ہے جو ناول نگار نے تخلیقی متن کا حصہ بنایا ہے۔ ان کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

"سائیکلوجیکل پرابلم Future ۔Extra-crifice Sa ۔آپوزٹ۔ یورپی۔ نیشنلٹی۔ سِل۔ ڈالتر۔ پائونڈ۔ چینج۔ برٹش پاسپورٹ۔ ایمبولینس۔ کمانڈر۔ اِنچ۔ شارٹ سکرٹ۔ کلچر۔ پکنک۔ سیزن۔ سپانسرز۔ کلوز۔ فاسفورس۔ کیلیشیم۔ فرانس آئل۔ ورکنگ ریلیشن شپ۔ ایکسیڈنٹ۔ P.R۔ لگژری۔ سمبل۔ یونیورسٹی۔ ایلین۔ اسٹیس سمبل۔ سکول۔ ٹیچر۔ پیرنٹس میٹنگز۔ اولڈ ہوم۔ امپورٹڈ برینڈز پارٹی۔ ہوٹلنگ۔ ماڈل۔ کیمرا۔ ٹی وی۔ فریج۔ اے سی۔ ٹیلی فون۔ ٹائرز۔ ایکسپریس۔ لیمپ۔ لاٹل بٹن۔ ریٹ اے کار۔ کولڈ اسٹوریج۔ بیڈ روم۔ کارپٹڈ۔ ڈرائنگ روم۔ لیونگ روم۔ فلیٹ۔ Incubator۔ آکسیجن۔ ہوم ورک۔ Slang۔ Fuk You۔ مدرز ڈے۔ فادرز ڈے۔ چلڈرن ڈے۔ ویلنٹائن ڈے۔ کرسمس۔ ایسٹر۔ انجوائے۔ ڈیڈ۔ پیرس۔ نائٹ کلب۔ ایکسچینج۔ چرچ۔ میکانکس۔ سائنس۔ ٹیکنالوجی۔ بلڈنگ۔ گاڈ۔ ٹیکسی۔ کوڈورڈز۔ NZD۔ رزلٹ۔ ہسبنڈ۔ ہیپی ڈے ٹائم۔ نائٹ ٹائم۔ مورال۔ لیکچرز۔ سیمینارز۔ کانفرنسز۔ اِنٹرنیشنل۔ Embarrssment۔ The Others۔ ریٹائرڈ پروفیسر فزکس۔ پنشن۔ نیٹ ورک۔ Fed up۔ Embarrass۔ جرنل ڈیلور۔ Taboo۔ پیک۔ ٹرک۔ ٹرالی۔ صوفہ سیٹ۔ ڈبل بیڈ۔ پینٹ۔ کلر۔ نالج۔ اَپ ڈیٹ۔ جرمن۔ بوئے فرینڈ۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

بریک اَپ۔ ویب سائٹس۔ کمپیوٹر۔AKY ۔ اسکالرشپ۔ یورپ۔Basic Health Unit ۔ پی۔ایچ ڈی۔ اسسٹنٹ پروفیسر۔ ووٹ۔فیس بک۔ ای میل۔ گلوبل ولیج۔ فسٹ کلاس۔ فارم۔ ٹریکٹر تھریشر۔ مڈ گارڈ۔ سائیکل۔ ڈویژن۔ Thankytou-Sarcifice ۔ لفٹ۔نوٹ۔ ڈائریکٹ ایکشن۔Relaxation۔ ڈاکٹر۔ انجینئرز۔ لیکچرار۔ٹائپ۔ کک آئوٹ۔ تھروآئوٹ۔ ہیڈفون۔ پولیس کال۔Helpme ۔ گرین کارڈ۔ یورپین سیٹ اَپ۔ گلیمر۔ امریکا۔ اٹریکشن۔ فری۔ مووی ٹکٹ۔Complaint ۔ باسٹرڈ۔ سیکنڈ ہیڈ۔ ری جیکٹڈ۔ شرٹس۔ ساکس۔ گلوز۔ ڈسکائونٹ۔ وارڈروب پازیٹو۔ نیگٹو۔ فیوز۔ بلب۔ گرل۔ ٹیسٹ ٹیوب۔ بے بینر۔ اوورآلنگ۔Oven ۔ شاپنگ مال۔ ڈیپریشن۔ میوزیم آرکائز۔ پارکت۔ سینٹا کلارک۔ باتھ ٹاول۔Native ۔ ایلین۔ بلڈی۔ کلوننگ۔ سیڈ۔ لائف ڈسٹرب۔ فائبر۔ نائیلون۔ پولی تھین۔ بیڈلک۔ کنٹری۔ماسک۔ڈاگ۔سن سروچ ہیڈک۔مائیکل جیکسن۔Single Parents ۔ نارمل ڈلیوری۔ سیزیرین۔ ڈاکٹر وزٹ۔ Who is mom۔ ٹیلی فون۔ ریسیور۔ سلیپر۔ سنک۔ ابارشنUn wanted ۔ میٹرک۔ ایئرپورٹ۔لائونج۔ برٹش نیشنل۔ زِپ۔ بٹن۔ جگ۔ کیمرہ شوٹ۔ گولڈن سینڈل۔ وی سی آر۔ پائونڈز۔ فلائیٹ۔ میڈاِن انگلینڈ۔ برٹش کارڈ۔ لٹریچر۔ لیڈ ہملٹن۔ سائن سوٹ۔ ہائی سکول۔ پرائمری سکول۔ کیتھارسس۔ کینیڈا۔ مانچسٹر۔ لندن۔ جنرل سٹور۔ بورڈ۔FIR ۔ فریج۔ کولر۔ پکچر۔ فوم۔ بیوٹیشن۔ بکلک۔ پسنجر ایکسپریس۔ اسٹیشن۔ وِسل۔ بیگ۔ پورچ۔ ہینڈا کارڈ۔ ٹیوٹا کرولا۔ ایمبیسی۔ماڈرن ڈریسز۔ مارلرز۔ میک اَپ۔ فرسٹریشن۔ انگزائٹی۔ بوتیکس۔ سینڈوِچ۔ ریسٹورنٹ۔ فلرٹ۔ چائینز۔ برگر۔ رجمینٹ۔ فیشن ایبل۔ انڈین۔ عریبین۔ ترکش۔ اٹالین فوڈ کی چینز۔ فاسٹ فوڈز۔ ٹیلی ویژن۔ فریج۔ کوکنگ رتج جین۔ ٹیپ ٹاپ۔ چانس۔ لینڈ۔ ٹکٹ۔ ایئرپورٹ۔ ٹریولنگ ایجنسیز۔ سپلائی۔ میوزک۔ڈانش۔ ریپ۔ میزائل۔ بم۔ایٹم بم۔ فیکٹری۔ Coneesion ۔Dundemental۔ویک اینڈ۔ سٹاپ۔ ایجنڈا۔ سوئمنگ پول۔Shy ۔ ہیڈبیگ۔ ہیٹرڈ روم۔ جیکٹ۔ کلچرڈ۔ اِن کلچرڈ۔ماڈرن سٹریٹ۔ یورپ۔ ہائی ٹی۔ نیوماڈل۔ اِمپورٹڈ۔ پراسٹیچوٹ۔ Sip۔ کوٹ۔ سینو(Snow)۔ سیک (Sick)مشین۔ ڈی پورٹ۔ میل۔ فی میل۔ ٹینک۔ ایپرن۔ بوائے فرینڈز۔ ڈِسکس۔ سیکس۔ آکسفورڈ۔ فلائنگ کِس۔ گرل۔ فرینڈ۔ وِیک اینڈ۔ونڈو(Windo)۔ ہوٹل کلب۔ اسکرٹ۔ فیشن۔ کمیونٹی۔ اولڈ ہاوئس۔ پروڈیکٹس۔ ٹیگ۔ ڈیزائن۔ اپلائی۔ ہولڈرز۔ بینڈ۔ فاسٹ۔ بون لیس۔ کٹلری۔ گولڈ کوئڈ۔Unhyienic۔ تھرڈ ایئر۔ فون ویلنگ۔ موٹر بائیک۔ سائیلنسر۔ ڈن ہل۔ فل اسپیڈ۔ ری کنڈیشنڈ۔ بوٹ۔ ٹارچ۔ ریڈیو۔ میجر۔ گیٹ۔ منی آرڈر۔ اسپیلنگ۔ ٹانسلز(Tonsils)۔ پارسل۔ کیپٹن۔ فائر۔ ٹرائیگر۔ انجن۔

مذکورہ بالا الفاظ مقامی زبانوں میں اس طرح شامِل ہوئے کہ رفتہ رفتہ ادبی تحریروں میں شامِل ہونے لگے اور غیر مانوس بھی نہیں لگتے یہ رجحان میڈیا کی بدولت عام ہوا۔ تخلیق کا کی دماغ سوزی۔ باریک بینی اور یورپی تہذیب کے مشرقی تہذیب پر اثرات نے مقامی زبان، رہن سہن کو متاثر کیا تو یہ اثر ادبی رویوں اور تخلیقات میں بھی نظر آتا ہے۔

طاہرہ اقبال کے اسلوب کی نفاست۔ نظامت اور پختگی نے فکرو احساس کو تخلیق میں سچائی کے ساتھ پیش کیا ہے اور باقی کا معاملہ قاری کے سپرد کر دیا ہے۔ گراں میں صوتی آوازیں بھی کئی جگہوں پر ترنم پیدا کرتی نظر آتی ہیں جن کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

”گھوں گھوں۔ کڑکڑاں پھڑ پھڑاتی۔ بھک بھک۔ چھک چھک۔ چھاں چھاں۔ گھسڑ کھسڑ۔ ٹخ ٹخ۔ پھخ پھخ۔ توہ توہ۔ دھڑ دھڑ دھڑ۔ چھی او چھی۔ چھی او چھی۔ دھاڑ دھاڑ۔ گھاں گھاں۔ ڈگڑ ڈگڑ۔ سوں سوں۔ دھخ دھخ۔ دھک دھک۔ دھس دھس۔ زیں ایں۔“

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"گراں" میں ناول نگار نے خاص جذبات اور مقامی لب ولہجہ اور تہذیبی و ثقافتی تبدیلیوں کو تخلیقی سند عطا کی ہے جو قاری کی حسیات سے مکالمہ کرتی نظر آتی ہے۔اس ناول کالوکیل پوٹھوہار کی قدیم اور جدید اصلیت کو بیان کرتا ہے۔اس علاقے کی تاریخی اور تہذیبی بازیافت میں لسانی حوالے لوکیل میں شش محل بن کر سارے جغرافیائی رنگ مختلف زاویوں سے منعکس ہو کر ادب پارے کو قد آور مقام و مرتبہ عطا کر گئے ہیں۔مقامیت کے اظہار کی وجہ سے یہ ادب پارہ اُردو ناول میں جداگانہ مقام رکھتا ہے۔موضوع۔زبان و بیان کے حوالے سے تہذیبی، ثقافتی بیانیے کا اِستعارہ ہے۔ناول کی زبان، ندرتِ خیال اور فکر انگیز بُنت نے زمین سے فطری رشتہ استوار کیا ہے جو علامتی طور پر پورے پنجاب کی دیہی معاشرت کا اعلانیہ ہے۔ناول میں لسانی تفہیم اور معنی خیزی کا ایک جہان آباد ہے۔

حوالہ جات

1- Mikhail Bakhtin, The dialogic imagination (four lectures), University of Texas Press, 1981, P:77

2- www.oxforddictionary.com

۳۔عابد علی عابد، سیّد، اسلوب، مجلس ترقی ٔادب اُردو، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص ۴۱

3- Abid Ali Abid, Syed, Asloob, Majlas-e-Taraqi Adab Urdu, Lahore, 1971, P:41

۴۔ طاہرہ اقبال، منٹو کا اسلوب، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۲۰

4- Tahira Iqbal, Munto Ka Asloob, Fiction House, Lahore, 2012, P:20

۵۔سلیم آغا قزلباش، ڈاکٹر، جدید افسانے کے رُجحانات، انجمن ترقی اُردو، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۵۳۱

5- Saleem Agha Qazlbash, Dr., Jadeed Afsaney Kay Rujhanat, Anjman Taraqi Urdu, Karachi, 2000, P:531

۶۔ن۔م۔راشد، مقالاتِ راشد، مرتبہ: شیما مجید، الحمرا، اسلام آباد، ۲۰۰۲ء، ص ۲۷۷

6- N. M. Rashid, Muratba Sheema Majeed, Alhamra, Islamabad, 2002, P:227

۷۔گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، ادبی تنقید اور اسلوبیات، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۳

7- Ghupi Chand Narang, Dr., Adabi Tanqeed Aor Asloobiyat, Sang-e-meel Publication, Lahore, 2008, P:13

۸۔ نصیر احمد خاں، ڈاکٹر، ادبی اسلوبیات، پورب اکادمی، ۲۰۱۳ء، ص ۱۱

8- Naseer Ahmad Khan, Dr., Adabi Asloobiyat, Porab Academy, 2013, P:11

۹۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، لسانیات اور زبان کی تشکیل، مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۵ء، ص ۱۵۶

9- M. Ashraf Kamal, Dr., Lasaniyat Aor Zuban Ki Tashkeel, Misaal Publishers, Faisalabad, 2015, P:156

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

۱۰۔ محی الدین قادری زور، ڈاکٹر، ہندوستانی لسانیات، شمس الاسلام پریس، حیدر آباد دکن، ۱۹۳۲ء، ص ۳۱۔۳۰
10- Mohidudin Qadri Zor, Dr., Hindustani Lasaniyat, Shams-ul-Islam Press, Haydarabad, Dakn, 1932, P:30-31

۱۱۔ طاہرہ اقبال، گراں، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۱۹ء، ص ۱۳
11- Tahira Iqbal, Garaan, Dost Publication, Isalabad, 2019, P:13

۱۲۔ ایضاً، ص ۹۴
12- Ibid, P:94

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۵
13- Ibid, P:15

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۷
14- Ibid, P:94

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۱
15- Ibid, P:94

۱۶۔ ایضاً، ص ۲۴
16- Ibid, P:94

۱۷۔ ایضاً، ص ۲۸
17- Ibid, P:94

۱۸۔ ایضاً، ص ۳۱
18- Ibid, P:94

۱۹۔ ایضاً، ص ۳۳
19- Ibid, P:94